ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.02 (2025)

تجارت میں باعثِ نزاع اُمور سے اِجتناب:بَیْع مَا لَم یُقْبَض کااِختصاصی مطالعہ

AVOIDING DISPUTES IN TRADE: SPECIAL STUDY OF PRE-POSSESSION PURCHASE AND SALE

Dr. Muhammad Afzal
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan
afzalqadri@gmail.com
Dr. Razia Yasmin
Assistant professor, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore
raziayasmin299@gmail.com
Shazia Mehmood
M.Phil. Scholar, Minhaj University Lahore, Pakistan
,shaziabegam789@gmail.com

Abstract

Neglecting commercial rules and regulations in business transactions leads to Financial disputes between parties, and one party may also have to bear losses. Shariah has specially urged the businessmen to avoid these conflict situations. Prophet Muhammad (peace be upon him) forbade buying and selling goods without physical or constructive possession. Similarly, it is prohibited to sell the goods at the same place before moving them to another place. According to some jurists, buying and selling before possession is absolutely prohibited, while other jurists are convinced of exceptions in view of the objective circumstances. As in other contemporary affairs, trade mechanisms have also undergone remarkable changes. Today there has been a fundamental change in the modes of possession, payment of price and transfer of goods. Scholars have mentioned some legitimate cases of sale before possession in international trade in view of contemporary requirements. Moving a large consignment of goods first from one place to another and then selling it onward is costly and time-consuming. If the exporter separates the goods and loads them on the ship, and sends the documents like bill of lading etc, then when the importer gets these documents he can sell the goods to a third party. It is a legitimate form of commerce nowadays.

Keywords:*Financial disputes, conflict situations, business transactions, constructive possession, trade mechanisms, international trade.*

معاملاتِ تجارت میں کسی نزاع یااِختلاف سے بچنے کے لیے تاجروں کو باعثِ نزاع اُمور سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ تجارتی معاملات کی درجنوں صورتیں ایسی ہیں جن میں تجارتی قواعد کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے نزاع پیدا ہوتا ہے اور فریقین میں سے کسی ایک کے نقصان کے ساتھ ساتھ متعاقدین کے تعلقات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ شریعت نے تاجروں کو ان نزاعی صورتوں سے بچنے کی خصوصی تاکید کی ہے۔ ذیل میں اِن باعثِ نزاع اُمور کا ذکر کرتے ہوئے بَیْع مَا لم یُقْبَض یعنی قبضہ سے قبل خرید و فروخت کااِختصاصی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

ا۔ مبیع کی عدم موجودگی میں سودا کی ممانعت

حضور نبی اکرمa نے مبیع (ثمن کے مقابل چیز) کی عدم موجودگی میں اس کی خرید و فروخت اور لین دین سے منع کیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ عدم رؤیت یا عدم تحقیق کی وجہ سے وہ نزاع ہے جو بعد میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ کریں:

ا۔ حضرت حکیم بن حزام g(54ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرمa نے مجھے غیر مملوک اور غیر موجود چیز کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے:

نَهَانِي رَسُولُ اللهِ a أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِی.(1)

”حضور نبی اکرمa نے مجھے اس چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہیں“

---

(1) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی(۲۱۰۔۲۷۹ھ)، السنن، کتاب البیوع، باب ما جاء فی کراھیۃ بیع ما لیس عندک،بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔ ج: 3، ص: 534، رقم: 1233۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

۲۔امام ابو داود(202ھ۔275ھ) نے حضرت حکیم بن حزام g(2) سے مروی اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

يَا رَسُولَ االلهِ يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنْ السُّوقِ فَقَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ. (3)

''یا رسول اللہ(a)! میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور وہ مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید کرلے آؤں؟ فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے فروخت نہ کرو''

۳۔امام مالک(93۔179ھ)روایت کرتے ہیں کہ عہد صحابہ میں ایک شخص نے دوسرے سے اُدھار غلہ خریدنا چاہا۔بائع مشتری کو بازار لے گیا اور اسے بورے دکھا کر کہنے لگا: کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خریدوں؟ مشتری نے کہا:

أَتَبِيعُنِي مَا لَيْسَ عِنْدَكَ؟

''کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو تیرے پاس موجود نہیں ہے''

پھر بائع اور مشتری دونوں حضرت عبد اللہ بن عمرو k کے پاس آئے اور آپ سے یہ معاملہ بیان کیا۔حضرت عبد اللہ g نے مشتری سے کہا:

لاَ تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهَ، وَقَالَ لِلْبَائِعِ: لاَ تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.(4)

''ایسی چیز مت خرید جو بائع کے پاس نہیں اور بائع سے کہا: وہ چیز مت بیچ جو تیرے پاس موجود نہیں۔''

اس ممانعت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے معاملہ طے کر لینے کے بعد ایسی چیز بازار سے مفقود ہو جائے یا جس نرخ پر سودا طے ہوا تھا اس کی نسبت کمی بیشی ہو جائے۔اس طرح مال مہیا نہ کر سکنے کی صورت میں فریقین کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے یا کسی ایک کو نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔اسی نقصان سے بچنے کے لیے اسلام نے مالِ تجارت کی عدم وجودگی میں بیع سے منع کیا ہے۔

۲۔ فروخت سے قبل مبیع کو دوسری جگہ منتقل کرنا

حضور نبی اکرم a نے عامۃ الناس کے وسیع تر مفاد میں مبیع کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنے سے قبل اسی جگہ فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر k روایت کرتے ہیں:

كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ a أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ. (5)

''لوگ غلے کا سودا بازار کے اوپر والے سرے پر کر لیتے تھے پھر اسے اُسی جگہ بیچ دیا کرتے تھے۔رسول اللہ a نے اُنہیں اس مال کو اسی جگہ پر بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اسے دوسری جگہ منتقل کر لیں۔''

---

(2) حضرت حکیم بن حزام بن خویلد (54ھ) کی کنیت ابو خالد تھی اور یہ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبری j کے بھتیجے تھے۔ ان کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔آپ جاہلیت اوراسلام دونوں ادوار میں اشراف قریش میں سے تھے۔فتح مکہ کے دن اپنے بیٹوں کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال کی عمر دوراسلام میں گزاری اورحضرت امیر معاویہg کے دور میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔(قرطبی،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،417۔418/1)۔

(3) ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر سجستانی (202-275ھ)، السنن، کتاب الإجارۃ، باب فی رجل یبیع ما لیس عندہ،السنن، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ، ج: 3، ص: 283، رقم: 3503۔

(4) مالک، مالک بن انس بن مالک اصبحی(۹۳۔۱۷۹ھ)، الموطا، کتاب البیوع، باب العینۃ وما یشبہہا، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ، ج: 2، ص: 642، رقم: 1315۔

(5) بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب منتہی التلقی،بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء، ج: 2، ص: 759، رقم: 2059۔

اسی طرح حضرت ابن عمر kاس حوالے سے اپناذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں نے بازار سے تیل خریدا۔جب میں نے اسے قیمت ادا کردی تو مجھے ایک آدمی ملا جو مجھے اچھا خاصا نفع دینے لگا۔میں نے چاہا کہ اس کے ہاتھوں فروخت کردوں کہ ایک آدمی نے پیچھے سے میری کلائی پکڑی، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت زید بن ثابت g تھے۔انہوں نے فرمایا کہ اسے اس وقت تک فروخت نہ کیجئے جب تک آپ اسے اپنے گھر نہ لے جائیں کیونکہ رسول اللہ a نے اسی جگہ چیز کو بیچنے سے منع فرمایا ہے جہاں سے خریدی ہو، یہاں تک کہ خریدار اسے اپنے گھر لے جائے۔‘‘(6)

علامہ عبد الرحمٰن کیلانی (1923ء۔ 1995ء)اس بارے میں لکھتے ہیں:

’’ہمارے ہاں یہ عام دستور ہے کہ منڈی میں سودا خرید کر اسے گوداموں میں پڑا رہنے دیتے ہیں اور گودام کا کرایہ ادا کرتے ہیں اور پھر اسی جگہ اس کو فروخت کر دیتے ہیں۔نہ اسے کسی دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں نہ اس پر قبضہ کرتے ہیں اور نہ ماپ تول کر دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔شرعاً اس قسم کی سودا بازی ممنوع ہے۔‘‘(7)

مالِ تجارت کو آگے فروخت کرنے سے قبل کسی اور مقام پر منتقل کرنے میں کئی مصلحتیں مضمر ہیں۔اس سے احتکار واکتناز کے علاوہ سٹہ بازی کی لعنت سے بھی چھٹکارا ملتا ہے۔اس سے نہ صرف قبضہ متحقق ہوتا ہے بلکہ مبیع کی اچھی طرح چھان پھٹک بھی ہو جاتی ہے۔مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے ایک طرف کئی افراد کا روزگار لگ جاتا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں تک بھی اشیائے ضرورت پہنچ جاتی ہیں جو بغیر انتقال کے شاید نہ پہنچ پاتیں۔

۳۔قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی ممانعت

مال تجارت پر قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنے کی ممانعت پر متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ان احادیث میں بعض مطلق ہیں جبکہ بعض خاص اشیاء کے ساتھ مقید ہیں۔ان میں سے چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

حضرت حکیم بن حزام gسے مروی حدیث میں قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی علی الاطلاق ممانعت ہے۔وہ روایت کرتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم aسے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَبْتَاعُ هَذِهِ الْبُيُوعَ فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا وَمَا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ قَالَ : يَا ابْنَ أَخِي لَا تَبِيعَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَقْبِضَهُ. (8)

’’ اے اللہ کے رسولa! میں خرید و فروخت کے یہ معاملات کرتا ہوں، تو میرے لیے ان میں کیا حلال ہے اور کیا حرام؟آپ aنے فرمایا:اے بھتیجے،کسی چیز پر قبضہ کیے بغیر اسے آگے فروخت نہ کرو۔‘‘

قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت والی بعض احادیث طعام یعنی خوردنی اشیاء کے ساتھ مقید ہیں۔حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس k کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم a نے اشیاءخوردونوش پر قبضہ کرنے سے قبل انہیں آگے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے:

أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ aفَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ. (9)

---

(6) ایضاً، رقم: 3499۔

(7) کیلانی، عبد الرحمٰن (1923ء- 1995ء)، احکام تجارت اور لین دین کے مسائل، لاہور، پاکستان: مکتبۃ السلام، ۲۰۰۲ء، ص: 191۔

(8) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ(384۔458ھ/994۔ 1066ء) المدخل إلی السنن الکبریٰ، الکویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، 1998ء، ج: 5، ص: 313، رقم: 10998۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.02 (2025)

" قبضہ کرنے سے پہلے جس مال کو بیچنے سے نبی کریم aنے منع فرمایا ہے وہ غلہ(طعام) ہے۔"

یہ احادیث بطور مثال کے پیش کی گئی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن کی بنیاد پر فقہائے مجتہدین میں اختلاف بھی ہوا ہے، جیسے ابن حزم(456ھ) نے عطاء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ وہ قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کو مطلقاً جائز تصور کرتے تھے[10]۔اس کے برعکس جمہور فقہاء فی الجملہ قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔[11]۔

مولانا مجاہد الاسلام قاسمی خریداری کے بعد قبضہ سے پہلے مال کی فروختگی سے منع کرنے والوں کا استدلال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "عدم جواز کے قائلین کا استدلال یہ بھی ہے کہ ضمان کا وجود قبضہ پر موقوف ہوتا ہے، اس لیے قبضہ سے پہلے ضمان درست نہیں، نیز نقصان کا ضامن ہوجانا قبضہ کے تحقق کے لیے کافی نہیں ہے، لہٰذا چونکہ قبضہ حسّی موجود نہیں، یہ صورت معاملہ ناجائز ہوگی۔دوسری اہم بات یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے فروختگی کی ممانعت کی وجہ صرف ''ربح مالم یضمن'' نہیں بلکہ انفساخ عقد کا احتمال، غرر، ملک غیر کی بیع بغیر اجازت مالک، سبھی ہیں، لہٰذا ایک وجہ کے ارتفاع سے حکم ممانعت ختم نہیں ہوگا۔"[12]

اکثر فقہاء کے نزدیک قبضہ کرنے سے پہلے مبیع کو آگے بیچنا جائز نہیں ہے۔اگر ہم اس حوالے سے مذاہب اربعہ کو دیکھیں تو شوافع کے ہاں یہ حکم مطلق ہے، احناف کے مطابق منقولہ اشیاء کا حکم تو یہی ہے لیکن غیر منقولہ اشیاء(immovable) کا حکم اس سے مختلف ہو گا۔حنابلہ کے ہاں یہ حکم صرف مِثلیات اور کھانے پینے کی اشیاء کے ساتھ مختص ہے جبکہ مالکیہ نے اسے صرف شراب و طعام کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

مال پر قبضہ سے قبل متعدد ہاتھوں میں فروخت کرنا

اوپن مارکیٹ اور بین الاقوامی تجارت میں اب رواج یہ ہے کہ جہاز پر مال لوڈ کرنے کے بعد بائع کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور مال مشتری کی ضمان(guarantee) میں آجاتا ہے۔اب عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ مال ابھی سمندر میں جہاز پر ہی ہے کہ پہلا خریدار دوسرے شخص کے ہاتھ اسے فروخت کر کے اپنی ضمانت سے فارغ ہوجاتا ہے۔اس مسئلہ پر گہرے غور و خوض کے بعد کچھ حضرات نے اس کے جواز کی رائے دی ہے جبکہ بیشتر حضرات نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔مفتی محمد فہیم اختر ندوی نے نفس مسئلہ پر کثیر علماء کی آراء کو درج ذیل چار صورتوں میں اختصاراً بیان کیا ہے:

1۔ تجارت کی اس صورت کو ناجائز کہنے والے علمائے کرام کی دلیل یہ ہے کہ اس بیع میں قبضہ سے پہلے فروختگی ہے اور فروخت کنندہ(seller) کی جانب سے ضمان بھی نہیں ہے۔

---

(9) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، ج: 2، ص: 751، رقم: 2028۔

(10) ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی القرطبی الظاہری (383-456ھ/ 993-1064ء)، المحلی بالآثار، بیروت، لبنان: دار الفکر، بیروت، 1413ھ، ج: 8، ص: 520۔

(11) نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۶ھ)، المجموع شرح المہذب،بیروت، لبنان: دار الفکر، 2010ء ج: 9 ،ص: 149،وابن قدامہ، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: 4، ص: 88۔

(12) قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام، جدید تجارتی شکلیں، تلخیص مقالات: مفتی محمد فہیم اختر ندوی، کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1994ء، ص: 18۔ 19۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

2۔ جواز کے قائلین کے نزدیک خریدار اول کی طرح دوسرے خریدار کا قبضہ حکمی(constructive possession) بھی پایا جارہا ہے اور ساتھ میں ضمان بھی، اس لئے یہ صورت درست ہے۔کچھ علماء کے نزدیک جہاز کا عملہ خریدار کے اجیر کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اجیر کا قبضہ مستاجر کا قبضہ ہوگا، اسی طرح جب دوسری خریداری عمل میں آتی ہے تو عملہ دوسرے خریدار کا اجیر ہوجاتا ہے اور قبضہ حکمی دوسرے خریدار کو حاصل ہوجاتا ہے، اس بنیاد پر یہ صورت مسئلہ درست ہے۔اسی طرح بعض محققین دستاویزات اور رسید پر قبضہ کے بعد اس صورت کو بہ کراہت جائز قرار دیتے ہیں۔

3۔ تیسری رائے ان علمائے کرام کی ہے جنھوں نے پہلی خریداری کو تو درست قرار دیا ہے کہ جہاز پر مال چڑھانے سے خریدار اول کا قبضہ حکمی پایا گیا اور مال اس کی ضمانت میں بھی آگیا، لیکن اب جبکہ مال سمندر میں ہے خریدار اول اس مال کی حوالگی پر قادر نہیں ہے، نیز دوسرے خریدار تک مال کی وصولی تک وہ مال کی ضمانت بھی نہیں لے رہا ہے، اس لئے مال کی وصولیابی سے پہلے خریدار اول کے لئے اس کی فروختگی درست نہیں۔

4۔ علماء کرام کی طرف سے چوتھی رائے یہ ہے کہ چونکہ خریدار اول کا مال پر قبضہ حکمی پایا گیا، لہٰذا وہ دوسرے شخص کے ہاتھ مال فروخت تو کرسکتا ہے، لیکن وصولی سے پہلے اگر مال ضائع ہوجائے تو اس کا ضمان خریدار اول ہی پر ہوگا، خریدار ثانی کا اس مال پر نہ تو قبضہ پایا گیا ہے اور نہ ہی خریدار اول کی جانب سے حمل و نقل یا تخلیہ وغیرہ کوئی عمل صادر ہوا ہے، لہذا اگر چہ زبانی معاہدہ بھی ہوجائے اس مال کو خریدار ثانی کے ضمان میں داخل کرنا جائز نہیں ہوگا۔(13)

حضور نبی کریم a نے ایسے مال کی فروخت سے منع فرمایا ہے جو اگرچہ آپ نے خرید تو لیا ہے مگر ابھی آپ کے قبضہ میں نہیں آیا۔آج کی عالمی تجارت میں عقود مستقبلہ(future sale) کی بہت سی اقسام اسی حرمت کے ذیل میں آتی ہیں۔اس کی عملی صورت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"آپ نے کوئی چیز خریدی اور قیمت ادا کردی تو نظری طور پر آپ مالک ہوگئے، لیکن ابھی آپ کے کنڑول یا قبضے میں نہیں آئی تھی کہ آپ نے نفع رکھ کر آگے بیچ دی۔پھر جس نے خریدی ہے اس نے بھی مزید نفع رکھ کر اور آگے بیچ دی۔تیسرے شخص نے پھر چوتھے کو بھی بیچ دی۔یہ خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔"(14)

عالمی تجارت میں قبضہ سے قبل فروختگی کی جائز صورتیں

دور جدید کے دیگر اُمور کی طرح تجارتی میکانزم میں بھی حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں۔مال تجارت پر قبضہ، قیمت کی ادائیگی اور مال کی منتقلی کی صورتوں میں تغیر آچکا ہے۔علمائے کرام نے عصری مقتضیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُمور مالیہ میں نہایت موزوں خیالات کا اظہار کیا ہے اور بین الاقوامی تجارت میں قبضہ سے قبل فروختگی کی بعض جائز صورتیں ذکر کی ہیں۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1۔مولانا زبیر احمد قاسمی حسّی قبضہ(physical possession) سے قبل محض حکمی قبضہ(constructive possession) کی بنیاد پر مال آگے فروخت کرنے کی ایک جائز صورت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"ہماری رائے یہی ہے کہ اگر کوئی شخص بذریعہ فون و فیکس، یا بالمشاہدہ کسی فیکٹری سے مال کی خریداری کرے اور معاہدہ مکمل ہوجائے تو جب فیکٹری مال کے نقل و حمل اور روانگی کا کام انجام دے دے گی تو اس کے بعد وہ مال

---

(13) ایضاً، ص: 19۔ 20۔

(14) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر (۱۹۵۰ء- ۲۰۱۰ء) محاضرات معیشت و تجارت، لاہور، پاکستان: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۰ء، ص: 60۔

مشتری کے ضمان میں داخل سمجھا جائے گا۔اس کے بعد مشتری اگر وہی مال براہ راست فیکٹری سے خریدار نمبر 2 کے پاس بھجواتا ہے تو اس معاملہ کو جائز اور خریدار نمبر 1 کے منافع کو حلال ہونا چاہئے، کیونکہ مال کی روانگی کے بعد ہی وہ خریدار نمبر 1 کے ضمان میں داخل ہوگیا اور بجائے خریدار نمبر 1 کے خریدار نمبر 2 کے پاس اس کے پتے اور راستے سے بھیجنا یہ فیکٹری کا عمل من جانب خریدار نمبر 1 توکیلاً یا تبرعاً ہوا۔" (15)

مولانا زبیر احمد قاسمی زیر بحث مسئلہ میں قبضہ و ضمان پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی تجارت کا معروف اصول و ضابطہ یا تاجروں کے درمیان مشروط معاہدہ یہی ہو کہ جہاز پر مال چڑھا دینے کے بعد وہ مال بائع کے قبضہ و ضمان سے نکل کر مشتری کے قبضہ و ضمان میں داخل سمجھا جائے گا، تو یہ مال حکماً، خریدار اول کا مقبوضہ بن گیا، اس کا کسی دوسرے خریدار کے ہاتھ فروخت کرنا تو صحیح ہوگا، لیکن مال سمندر ہی میں اگر ضائع ہوجائے تو اسے خریدار 1 ہی کے ضمان میں ہلاک شدہ سمجھا جائے گا۔خریدار نمبر 2 کے ضمان میں داخل ماننے کی کوئی وجہ اور بنیاد نہیں" (16)

بازار میں بیع کی یہ صورت بھی بہت عام ہے کہ تاجر فیکٹری سے مال خریدنے سے قبل ہی اپنے گاہک تلاش کرکے ان سے سودا پکا کرلیتا ہے حالانکہ وہ مال ابھی ان کی ملکیت میں نہیں آیا ہوتا۔یہ معاملہ اس لیے شرعاً ناجائز ہے کہ اس میں مشتری مالک بننے سے پہلے ہی اسے آگے فروخت کر دیتا ہے۔فقہائے مذاہب اربعہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بیع کی یہ صورت جائز نہیں۔

2۔عام طور پر تاجر یہ شکایت کرتے ہیں کہ اگر گاہک کے ساتھ قبل از وقت سودا پکا نہ کیا جائے تو اس امر کا امکان رہتا ہے کہ کمپنی سے مال اٹھانے کے بعد کہیں گاہک اسے خریدنے سے انکار ہی نہ کردے اور اس صورت میں انہیں ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے۔ان کے اس معاملے کی استثنائی اور جواز کی صورت کے لیے اس مسئلے کو سمجھیں کہ بیع معدوم کی ممانعت اس وقت ہوتی ہے جب ایسے مال کی بیع کی جائے جو نہ تو اس وقت موجود ہو اور نہ ہی بیچنے والے کے اختیار میں ہو کہ وہ اسے مہیا کرسکے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"اگر کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن بیچنے والا اس کو فراہم کرسکتا ہے، اگر اس کو معلوم ہو کہ کہاں بکتی ہے، کیسے بنتی ہے، کیسے حاصل ہوتی ہے اور وہ وہاں سے حاصل کر کے آپ کو فراہم کر دے گا جیسے اکثر سپلائی کا کام کرنے والے کرتے ہیں، یا جو چیزیں تیار کرنے کا کام کرتے ہیں، ان کے پاس آج چیزیں تیار نہیں ہیں، لیکن آپ ان کو پیشگی قیمت ادا کردیتے ہیں وہ چیزیں خود بنا کر یا بنوا کر یا بازار سے خرید کر آپ کو فراہم کردیتے ہیں، تو یہ جائز ہے۔معدوم سے مراد یہاں وہ چیز ہے جو نہ موجود ہو اور نہ بیچنے والے کے بس میں ہو کہ وہ خرید کر آپ کو دے سکے۔ایسی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔" (17)

3۔قبضہ سے قبل فروختگی کی ایک جائز صورت یہ بھی ہے کہ جب کوئی تاجر کسی فیکٹری سے مال خریدتا ہے تو وہاں سے ڈیلیوری کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔مثلاً:

ا۔بعض اوقات راستے کا ضمان (risk) کمپنی پر ہوتا ہے، یعنی اگر راستے میں مال کا کوئی نقصان ہوجائے تو اس کی ذمہ داری کمپنی پر ہوتی ہے۔

(15) قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام، جدید تجارتی شکلیں، (مقالہ نگار: مولانا زبیر احمد قاسمی)، ص: 25۔28۔
(16) ایضاً۔
(17)غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت و تجارت، ص: 240۔

ب۔دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ راستے کا ضمان کمپنی کے ذمہ نہیں ہوتا بلکہ راستے کے تمام تر نقصان کی ذمہ داری خریدار کی ہوتی ہے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شرعی طور پر ان دونوں صورتوں میں خریدار آگے اس مال کو کب فروخت کر سکتا ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر راستے کے تمام خطرات کا ضمان کمپنی پر ہو تو جب تک کمپنی وہ مال متعینہ مقام تک پہنچا کر اپنے ضمان سے نکال کر خریدار کے ضمان میں داخل نہ کر دے، اس وقت تک اسے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔اس صورت میں ٹرانسپورٹ کمپنی چونکہ فیکٹری کی وکیل(Agent) ہوتی ہے لہذا مال لوڈ ہونے کے باوجود بائع کے قبضہ میں ہی رہے گا، مال مشتری کے قبضہ میں تب آئے گا جب مقررہ مقام پر پہنچ جائے۔اس طرح اگر کمپنی راستے کا ضمان قبول نہ کرے تو اس صورت میں ٹرانسپورٹ کمپنی مشتری کی وکیل ہو گی اور پھر خریدار کے لیے جائز ہو گا کہ وہ مال فیکٹری سے نکلنے کے بعد فروخت کر سکے۔

4۔ بعض علماء نے جواز کی صورت یہ بیان کی ہے کہ اگر فیکٹری میں خریدار کا مال علیحدہ کر دیا جائے یا اس پر نشان وغیرہ لگا کر کسی طرح ممیز و ممتاز(differentiate)کر دیا جائے تاکہ تخلیہ [18] کی کوئی صورت پائی جا سکے تو یہ معاملہ درست ہو جائے گی اس طرح بعض کی رائے میں رسید پر قبضہ کے بعد فروختگی جائز ہے۔

4۔قبضہ کیے بغیر نفع لینے کی ممانعت

حضور نبی اکرم a نے مال تجارت پر حسی یا معنوی قبضہ[19] کیے بغیر اس سے فائدہ اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصg سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا:

وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ تَضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.[20]

”جو چیز تمہاری ضمانت میں نہ ہو اس کا نفع جائز نہیں[21] اور نہ اس چیز کی بیع جائز ہے جو تمہارے پاس نہ ہو “

نفس مسئلہ پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ کرنے سے پہلے خرید و فروخت بیع فاسد ہے، اگرچہ رکن بیع اور محل بیع میں کوئی خلل نہیں ہے لیکن غرر اور دھوکہ ہو سکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی(۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)[22] فرماتے ہیں:

(18) تخلیہ سے مراد یہ ہے کہ مبیع کے حوالے سے بائع اور مشتری کے درمیان حائل تمام رکاوٹوں کو کاملاً دور کر دیا جائے تاکہ مشتری کو ملکیت کے تمام حقوق حاصل ہو جائیں اور اس کے لیے مبیع میں عملاً تصرف ممکن ہو۔

(19) شرعی اعتبار سے قبضہ کی دو قسمیں ہیں: قبضہ ٔ حسی (physical possession) اور قبضہ ٔ حکمی (constructive possession)، قبضہ ٔ حسی (physical possession) سے مراد یہ ہے کہ خریدے ہوئے مال پر مشتری عملاً اور حساً قبضہ کر لے، جیسے کوئی خریدار کسی کمپنی سے روئی وغیرہ خرید کر اسے اپنے گودام میں منتقل کر لے۔قبضہ کی دوسری قسم حکمی(constructive possession) ہے۔اس میں مال کو حساً تو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاتا مگر مشتری کے مال کو بائع(seller) کے دوسرے سامان سے نمایاں اور ممتاز کر دیا جاتا ہے اور مشتری کو وہ مال اپنے تصرف میں لانے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔

(20) ابو داود، السنن، کتاب الإجارة، باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ، ج: 3، ص: 282، رقم: 3504۔

(21) وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ تَضْمَنْ کا مفہوم یہ ہے کہ مشتری جب تک بیع شدہ چیز کی قیمت ادا نہ کرے اور وہ بطور ضمان بائع کے پاس رہے تو اس کے نفع اور نقصان کا ذمہ دار بھی بائع ہی ہو گا۔حضور نبی اکرم a نے ایسے قضیہ میں فیصلہ فرمایا کہ أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ(مال کا نفع اس کا ہے جو شخص ضامن ہو)۔(نسائی، السنن، کتاب البیوع، باب الخراج بالضمان، ج: 7، ص: 254، رقم: 4490)اس سے ثابت ہوا کہ خرید و فروخت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ نفع اسی کو ملے گا جو نقصان کی ذمہ داری بھی قبول کرے یعنی اِنتفاع باعتبارِ ضمان کے ہو گا۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

وَفِي الْمَوَاهِبِ وَفَسَدَ بَيْعُ الْمَنْقُولِ قَبْلَ قَبْضِهِ۔(23)

"المواہب میں ہے کہ منقولہ شے کی بیع اس پر قبضہ سے پہلے فاسد ہے"

۵۔قبضہ سے پہلے مبیع کی ضمان کا حکم

تجارت میں پیش آمدہ خطرات و حوادث کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بین الاقوامی تجارت میں نقصان کا اندیشہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ نقصان کی صورت میں کسی بھی جھگڑے اور ابہام سے بچنے کے لیے اس امر کا تعین لازم ہے کہ وہ مال کس کی ضمان (guarantee) میں ہے۔ مثال کے طور پر ایک ملک سے مال تجارت جہاز پر لاد دیا گیا لیکن خریدار نے ابھی تک اسے اپنی تحویل میں نہیں لیا تو اب کسی نقصان یا حادثہ کی صورت میں ضمان کس پر ہوگا؟۔ نیز کیا ضمان کے بغیر خریدار اس مال کو آگے فروخت کر سکتا ہے؟

ا۔شوافع کی رائے

شوافع کے نزدیک چونکہ قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کنندہ کی ضمان میں ہوتی ہے، لہذا مبیع کے ضائع ہونے کی صورت میں عقد کالعدم ہوجائے گا۔(24)

ب۔مالکی رائے

مالکی مذہب کے مطابق صحیح اور لازم عقدِ بیع سے مبیع کی ضمان فروخت کنندہ سے خریدار کی طرف سے منتقل ہوجاتی ہے۔(25)

ج۔احناف کا موقف

احناف کے ہاں قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کنندہ کی ضمان میں ہوتی ہے، لہٰذا قبضہ سے پہلے اس کے ضائع ہونے کی صورت میں عقد بیع فسخ ہوجائے گا۔اگر مبیع کسی تیسرے شخص کے ہاتھ سے ضائع ہوجائے تو اس پر نقصان کا تاوان لازم ہوگا نیز خریدار کو اختیار ہوگا چاہے تو معاملہ بیع کو کالعدم قرار دے کر فروخت کنندہ سے مبیع کی قیمت یا مثل کا مطالبہ کرے اور چاہے تو عقد کو نافذ قرار دے کر اس تیسرے شخص سے تاوان کا مطالبہ کرے۔(26)

---

(22) آپ کا نام محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز ابنِ عابدین ہے اور آپ امام شامی کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔ معروف حنفی فقیہ اور اصولی تھے۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کی چند اہم تصانیف ردالمحتار علیٰ الدر المختار، عقود اللآلی، الابانۃ عن أخذ الأجرۃ علی الحضانۃ ہیں (پاشا، اسماعیل بن محمد امین، ایضاح المکنون، ۱/۷، مکتبۃ المثنیٰ بغداد؛ عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۹/۷۷)

(23) ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفي، ردالمحتار علی درالمختار، بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ج:20، ص: 36۔

(24) الرملی، شمس الدین محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزۃ شھاب الدین الرملی (۱۰۰۴ھ)، نہایۃ المحتاج إلی شرح المنھاج، بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ج: 4 ،ص: 75، 83۔

(25) الدردیر، ابو البرکات احمد بن محمد العدوی المالکی الازہری (1127ھ-1201ھ/ 1715ء-1786ء)، الشرح الصغیر علی أقرب المسالک إلی مذہب الإمام مالک، :دار المعارف، 1986ء ج: 3، ص: 195۔

(دردیر، ابوالبرکات، احمد بن محمد مالکی فقیہ اور صوفی تھے۔ دردیر کے نام سے مشہور تھے۔ اہم تصانیف اقرب المسالک لمذہب الامام مالک، فتح القدیر فی احادیث (بغدادی، ایضاح المکنون، 122/3، عمر رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، 27/2)۔)

(26) کاسانی، علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود بن أحمد (م ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع ، بیروت، لبنان، دار الکتاب العربی، 1982ء، ج: 5، ص: 238۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

حنابلہ کی رائے

حنابلہ کے ہاں راجح مذہب یہ ہے کہ ناپ کر، وزن کر کے اور شمار کر کے فروخت کی جانے والی اشیاء خریدار کی ضمان میں صرف قبضہ کے ذریعہ آتی ہیں، خواہ وہ متعین ہوں جیسے غلے کا ایک متعین ڈھیر یا غیر متعین ہوں جیسے غلے کے ڈھیر میں سے ایک کلو۔(27)

ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی آگے فروخت سے قبل مال پر قبضہ کی حکمت و مصلحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''شریعت مطہرہ کی طرف سے قبضے (possession) کی شرط بنیادی طور پر اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ اس کا رِسک خریدار کی طرف منتقل ہوجائے اور یہ ضمان حسی قبضے کی صورت میں تو خریدار کی طرف منتقل ہونا واضح ہے تاہم اگر حکمی قبضہ (constructive possession) ہو مثلاً delivery order میں نمبر نگ کے ذریعے بنڈلز کو اس طرح متعین کردیا گیا ہو کہ بنڈلز پر سیریل نمبر لگے ہوئے ہوں اور خریدار کو جو D.O دیا جائے، اس میں تعیین کردی جائے کہ فلاں نمبر سے فلاں نمبر (مثلاً ایک سے ہزار) تک کے بنڈلز آپ کے ہیں اور خریدار کو وہاں سے اپنا سامان اٹھانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اس صورت میں بھی رسک (risk) اس کی طرف منتقل ہوجائیگا اور اس کے لئے یہ مال آگے فروخت کرنا جائز ہوگا۔''(28)

بین الاقوامی تجارت میں حسی قبضہ (physical possession) کے بغیر جہاز میں ہی مال کی خرید و فروخت کے بارے میں علامہ محمد رضوان القاسمی لکھتے ہیں:

> ''بین الاقوامی تجارت میں شپنگ کی جو صورت رائج ہے اس میں جہاز پر مال چڑھا دینے کے بعد اصل بائع کا ذمہ فارغ ہوجاتا ہے، اور اگر مشتری تک مال پہنچنے سے پہلے ضائع ہوجائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا اور پھر یہ مشتری مال کی وصولی سے پہلے جبکہ مال سمندر میں ہے، تیسرے شخص کے ہاتھوں فروخت کردیتا ہے، اور مال کے ضائع ہونے کی صورت میں اس کا ضامن نہیں ہوتا، بلکہ تیسرا شخص ضامن ہوتا ہے، یہ صورت بھی جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بھی ''بیع قبل القبض'' کے قبیل سے ہے۔''(29)

قبضہ سے قبل خرید و فروخت کے حوالے سے مذاہب اَربعہ کی آراء جاننے سے قبل اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ شرعی اعتبار سے فقہاء کے نزدیک قبضہ کے تحقق کی کون کون سی صورتیں ہیں:

۲۔قبضہ کے تحقق کی مختلف صورتیں

محققین کا خیال ہے کہ قرآن و حدیث میں قبضہ کے تحقق کے لئے کسی خاص کیفیت کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ احادیث میں قبضہ کی مختلف کیفیات کا ذکر ہے، مثلاً:

۱۔حضرت عبد اللہ بن عمر k کی ایک روایت میں قبضہ کے اثبات کے لیے مال کو مقام خریداری سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا گیا ہے(فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ a أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ)۔(30)

---

(27) بہوتی، ابو السعادات منصور بن یونس بن ادریس حنبلی (1000ھ-م 1051ھ/ 1591ء- 1641ء) کشاف القناع عن متن الإقناع، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1402ھ، ج: 3، ص: 241۔

(28) صمدانی، اعجاز احمد، ڈاکٹر، تجارتی کمپنیوں کا لائحہ عمل، لاہور، پاکستان: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۸ء، ص: 155-160۔

(29) قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام، جدید تجارتی شکلیں، مقالہ از محمد رضوان القاسمی، ص: 39۔

(30) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب منتهى التلقی، ج: 2، ص: 759، رقم: 2059۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

۲۔حضرت زید بن ثابت(45ھ)[31] سے روایت ہے کہ تاجر خرید کردہ مال کو اپنے کجاوے میں منتقل کرلیں(فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ a نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ)۔[32]

۳۔حضرت ابوہریرہ g کی روایت میں ناپ تول کو قبضہ قرار دیا گیا ہے(مَنْ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ)۔[33]

کیاقبضہ کے تحقق کیلئے مبیع کوہاتھ میں لیناضروری ہے؟

ڈیجیٹل ٹریڈنگ کے اس دور میں احوال وظروف کے تغیر کی وجہ سے فقہاء کے نزدیک قبضہ کا مفہوم بدل گیا ہے۔چنانچہ صدیوں قبل امام کاسانی کی بصیرت نے اس امر کو بھانپ لیا تھا۔آپ مبیع پر قبضہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وَلا يُشْتَرَطُ الْقَبْضُ بِالْبَرَاجِمِ لِأَنَّ مَعْنَى الْقَبْضِ هُوَ التَّمَكُّنِ وَالتَّخَلِّي وَارْتِفَاعُ الْمَوَانِعِ عُرْفًا وَعَادَةً حَقِيْقَةً.(34)

"انگلیوں سے قبضہ(یعنی حسی قبضہ) شرط نہیں ہے، اس لئے کہ قبضہ کے معنی تمکن، تخلی اور عرف و عادت اور حقیقت کے اعتبار سے موانع کے ختم ہوجانے کے ہیں۔"

اس موضوع پر مولانا زبیر احمد قاسمی اپنے تحقیقی مقالہ میں رقم طراز ہیں:

"فقہی نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ قبضہ کے تحقق کیلئے مبیع کو ہاتھ میں لینا کوئی ضروری شرط نہیں ہے، صرف مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ اور تمام موانع کو اس طرح اٹھادینا کافی ہے جس کے بعد ہاتھ میں لینے سے کوئی چیز، یا کوئی شخص اسے روک نہ سکے۔جب عرفاً اور عادتاً داخل فی الضمان ہونے کو قبضہ سمجھا جاتا ہو تو "الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِت بِالنص"[35] کے مدنظر شرعاً قبضہ قرار دیا جاسکتا ہے۔لہذا اشیاءمبیعہ، خواہ منقولہ(movable) ہوں یا غیر منقولہ، دونوں میں اس طرح کا تخلیہ کہ وہ حقِ غیر میں مشغول بھی نہ ہوں اور بلا تکلف اس پر قبضہ بالبراجم(حسی قبضہ) ممکن ہو جائے تو بس شرعاً قبضہ کا تحقق ہو جائے گا۔"[36]

(31) حضرت زید بن ثابت بن ضحاک (م۴۵ھ) کی کنیت ابوسعید اور ابو عبدالرحمن تھی۔ہجرت مدینہ کے وقت ان کی عمر گیارہ سال تھی۔یہ کاتب وحی تھے اور رسول اللہ کے حکم پر سریانی زبان سیکھی۔حضرت عمر نے ان کو تین مرتبہ مدینہ میں ، دومرتبہ حج میں اور ایک مرتبہ شام میں اپنا نائب بنایا۔صحابہ کرام میں علم الفرائض میں سب سے زیادہ ماہر تھے۔رسول اللہ کے ہر فرمان کو لکھ لیا کرتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق کے حکم پر قرآن پاک کو کتابی شکل دی۔ان کی وفات پر حضرت عمر نے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا آج حبر اُمت فوت ہوگیا ہے۔(ابن اثیر، اسدالغابۃ، ۳۴۸/۴۔۳۴۶)۔

(32) ابو داود، السنن، کتاب الاجارۃ، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، ج: 3، ص: 281، رقم: 3499۔

(33) مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶- ۲۶۱ھ)، الصحیح، کتاب البیوع، بَابُ بُطْلَانِ بَيْعِ الْمَبِيعِ قَبْلَ الْقَبْضِ،بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۲ھ، ج: 3، ص: 1160، رقم: 152۸۔
(جو شخص اناج خریدے وہ اس کو ناپنے سے پہلے فروخت نہ کرے)

(34) کاسانی، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج: 5، ص: 148، 244،وابن قدامہ، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: 4، ص: 90،ونووی، المجموع شرح المهذب، ج: 9 ،ص: 275۔

(35) سرخسی،امام شمس الدین ابو بکر محمد بن اسماعیل(400ھ-483ھ)، کتاب المبسوط، بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، 1398ھ/1978ء،ج:19 ،ص:41۔

(36) قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام، جدید تجارتی شکلیں، (مقالہ: مولانا زبیر احمد قاسمی)، ص: 25۔

قبضہ سے پہلے خرید وفروخت اور مذاہب اربعہ

قبضہ سے پہلے خرید و فروخت سے متعلق ائمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کی علی الاطلاق ممانعت ہے، جب کہ دیگر فقہاء معروضی احوال و کیفیات کے پیش نظر اس میں استثناءات اور تخصیصات (exemptions) کے قائل ہیں۔ ذیل میں مسئلہ زیر بحث سے متعلق ائمہ مذاہب اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل درج کیے جاتے ہیں:

ا۔ شافعی نقطۂ نظر (Shafie point of view)

شافعی فقہاء کے نزدیک بیع قبل القبض کی نہی بالکل عام ہے۔ مبیع خواہ منقولی ہو یا غیر منقولی، خوردنی اشیاء ہوں یا غیر خوردنی، فروخت کنندہ کی اجازت سے تصرف ہو یا بلا اجازت، اس میں کوئی استثناء اور تخصیص نہیں ہے۔ امام شرف الدین نووی (677ھ) فرماتے ہیں:

> أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمَبِيْعِ قَبْلَ قَبْضِهِ عَقَارًا كَانَ أَوْ مَنْقُوْلًا لَا بِإِذْنِ الْبَائِعِ وَلا بِغَيْرِ إِذْنِه لَا قَبْلَ أَدَاءِ الثَّمَنِ وَلَا بَعْدَهُ. (37)

> ''مبیع کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں، مال منقول ہو یا غیر منقول، فروخت کنندہ کی اجازت سے اور نہ بلا اجازت، نہ قیمت کی ادائیگی سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔''

امام شافعی کے نزدیک شرعی قبضہ کا مطلب وہ نہیں ہے جو عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ مال کو ہاتھوں سے پکڑ لے یا مبیع کو منتقل کر کے اپنے مقام پر لے آئے۔ آپ مختلف اشیاء میں قبضہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> اَلْقَبْضُ فِي الدَّارِ وَالْعَقَارِ وَالشَّجَرِ بِالتَّخْلِيَةِ وَأَمَّا فِي الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ فَتَنَاوُلُهُمَا بِالْبَرَاجِمِ وَفِي الثِّيَابِ بِالنَّقْلِ. (38)

> ''گھر، جائیداد اور درخت میں قبضہ تخلیہ کے ذریعے ہے، اور رہے دراہم و دنانیر میں تو ان کو لینا انگلیوں کے ساتھ ہے (مشت بھر کے) اور کپڑوں میں قبضہ نقل کے ساتھ ہے''

قبل القبض مبیع کو فروخت کرنے کے حوالے سے امام محمد بن حسن الشیبانی (۱۳۲۔۱۸۹ھ) (39) کی بھی وہی رائے ہے جو امام شافعی کی ہے (40)۔ شوافع کی بنیادی دلیل حضرت حکیم بن حزام g کی وہ روایت ہے جس میں آپ a نے ان سے فرمایا تھا کہ:

> يَا ابْنَ أَخِى لاَ تَبِيعَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَقْبِضَهُ. (41)

---

(37) نووی، المجموع شرح المهذب، ج: 9، ص: 264۔265۔

(38) کاسانی، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج: 5، ص: 244۔

(39) امام ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد کوفی شیبانی (۱۳۵ھ۔۱۸۹ھ) امام ابو حنیفہ کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ امام ابو یوسف سے فقہ کی تکمیل کی۔ امام مالک سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ امام ابو یوسف کے بعد منصب قضاء پر فائز ہوئے۔ ان کی فہم و ذکا ضرب المثل تھی۔ ان کی اہم تصانیف یہ ہیں: المبسوط، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر، الزیادات (ان کتب میں بیان کردہ مسائل کو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے) کتاب الآثار، الموطأ، کتاب الحجہ، (ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۴/۸۔۳۷؛ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۸۲/۸؛ ذھبی، میزان الاعتدال، ۵۱۳/۳؛ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۵۶۱/۱، لکھنوی، الفوائد البھیۃ/۲۶۸۔)

(40) طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (229۔321ھ/ 853۔933ء)، مختصر الطحاوی، الهند: لجنة إحياء المعارف النعمانية، ص: 84۔

(41) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (384-458ھ)، المدخل إلى السنن الكبرىٰ، الکویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، 1998ء، ج: 5، ص: 313، رقم: 10998۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

"بھتیجے کسی چیز کو قبضہ کئے بغیر فروخت نہ کرو"

اسی طرح ان کا مبداء استدلال حضرت عبد اللہ بن عباس k سے مروی وہ حدیث بھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضور a نے تو خوردنی اشیاء کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ دوسری اشیاء کا بھی یہی حکم ہوگا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. (42)

"میرے خیال میں ہر چیز کا حکم اناج کی طرح ہے۔"

خود امام شافعی (150- 204ھ) (43) نے "کتاب الأم" میں حضرت عبد اللہ بن عباس k کے اسی قول کو اپنے مستدل کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ (44)

ب۔ حنفی نقطۂ نظر (Hanafi point of view)

منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء کی قبضہ سے قبل خرید و فروخت کے بارے میں شیخین (امام ابو حنیفہ ، امام ابو یوسف) اور امام محمد کا آپس میں اختلاف ہے۔ شیخین کے نزدیک منقولہ اشیاء کی قبل القبض بیع جائز نہیں البتہ غیر منقولہ اشیاء کی قبل القبض خرید و فروخت جائز ہے۔ (45) جب کہ امام محمد بن حسن الشیبانی (132۔189ھ) کا اصول یہ ہے کہ منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کی بیع فرمان رسول "نَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَمْ يُقْبَضْ" (46) کے تحت جائز نہیں ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں:

وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَكَذَالِكَ كُلُّ شَيءٍ مِنْ طَعَامٍ أَوْ غَيْرِه فَلا يَنْبَغِي أَنْ يَبِيْعَهُ الَّذِي اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ. (47)

"ہمارا بھی یہی عمل ہے اور اسی طرح غلہ وغیرہ ہر چیز میں یہی چاہیے کہ جس چیز کو خریدا ہے اسے قبضہ میں لیے بغیر آگے نہ بیچا جائے۔"

اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کا رجحان ابتداءً امام شافعی کی طرف تھا، مگر بعد ازاں انہوں نے رجوع کرتے ہوئے اپنے استاذ امام اعظم کی رائے کو اختیار کرلیا۔ (48) امام ابو حنیفہ غیر منقول کے حق میں حضرت عثمان g کے فعل سے حجت پکڑتے ہیں کہ

---

(42) مسلم، الصحیح، کتاب البیوع، باب بُطلانِ بَیْعِ الْمَبِیعِ قَبْلَ الْقَبْضِ، ج: 3، ص: 1160، رقم: 1525۔

(43) شافعی، ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع القرشی المطلبی (۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ) اپنے جدامجد شافع کی نسبت سے شافعی کہلائے۔ آپ کا مولد غزہ (فلسطین) تھا۔ ایک قول کے مطابق آپ کی ولادت اسی دن ہوئی جس دن امام ابوحنیفہ کا انتقال ہوا۔ آپ شافعی مکتب فکر کے بانی ہیں۔ آپ کو ناصر الحدیث اور فقیہ الملۃ کہا جاتا تھا۔ الام، المسند، الرسالۃ اہم تصانیف ہیں (ابن خلکان وفیات الاعیان، ۲۱-۶/۴؛ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۷۷-۴۲۳/۸، ابن حجر، تقریب التہذیب/۲۸۹؛ داوودی، طبقات المفسرین/۷۰-۳۶۸)۔

(44) شافعی، محمد بن ادریس الشافعی ابو عبیداللہ، کتاب الأم، بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، 1393ھ، ج: 3، ص: 9۔

(45) ابن نجیم، الشیخ زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی(۹۲۶-۹۷۰ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مصر: دار الکتاب الاسلامی، سن ندارد، ج: 6، ص: 116۔

(46) طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (229۔321ھ/ 853۔933ء) شرح معانی الآثار، بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، 1399ھ، ج: 4، ص: 38۔

(47) اللکنوی، أبو الحسنات محمد عبد الحہ الأنصاری الہندی(1304ھ)، التعلیق الممجد علی موطأ محمد (شرح لموطأ مالک بروایۃ محمد بن الحسن)، دمشق، شام: دار القلم، 1426ھ/ 2005ء، ج: 3، ص: 199۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

انہوں نے ایک زمین خرید کر بغیر قبضہ کیےآگے فروخت کی تھی۔(49)مفتی محمد فہیم اختر ندوی اپنے مقالہ میں احناف کے اس موقف کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''احناف نے دراصل روایات کے الفاظ کے بجائے مقصد پر نگاہ رکھی ہے۔اصل مقصد غرر(uncertainity)یعنی غیر یقینی صورت حال سے بچانا ہے،اموالِ غیر منقولہ میں یہ اندیشہ نہیں کہ حوالگی سے پہلے وہ چیز ضائع ہو جائے،یہی وجہ ہے کہ اگراموال غیر منقولہ میں بھی یہ اندیشہ پیدا ہو جائے، مثلاًزمین و مکان دریا کے کنارے واقع ہوں اور سیلاب کی زد میں آجانے کا خطرہ ہو، یا صحرائی علاقہ میں ریت میں ڈھک جانے کا اندیشہ ہو توایسی صورت میں مکان وزمین کو بھی قبضہ سے پہلے فروخت کرنا درست نہیں ہے۔''(50)

الاستاذ وھبۃ الزحیلی (1932-2015ء) نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ حنفی فقہاء کے نزدیک ممانعت کی اصل علت غرر اور دھوکہ ہے۔(51)امام ابن نجیم اور ابن ہمام نے بھی لکھا ہے کہ غیر منقولی اشیاء میں ہلاک ہونے کا اندیشہ چونکہ بہت کم ہے لہذا انہیں قبضہ کیے بغیر فروخت کرنا جائز ہے۔(52)

حنفی فقہاء کے ہاں قبضہ سے مراد تخلیہ ہے۔تخلیہ کی صورت میں چونکہ مشتری کو تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں لہذا یہ بیع درست ہو گی اور اسے بیع مالم یقبض نہیں کہا جاسکتا۔

ج۔مالکی نقطۂ نظر (Maliki point of view)

امام مالک کے نزدیک صرف غلہ کی بیع قبل القبض ممنوع ہے، بقیہ کی جائز ہے۔ فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام (788ھ۔861ھ)(53) امام مالک کی رائے یوں منقول ہے:

قَالَ مَالِكٌ: يَجُوْزُ جَمِيْعُ التَّصَرُّفَاتِ مِنْ بَيْعٍ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الْقَبْضِ إلاَّ فِي طَعَامٍ. (54)

''امام مالک نے فرمایا ہے: قبضہ سے پہلے بیع وغیرہ کے تمام قسم کے تصرفات جائز ہیں سوائے کھانے پینے کی چیزوں کے''

(48) طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (229۔321ھ/ 853۔933ء)، مختصر الطحاوی، الہند: لجنة إحياء المعارف النعمانية، ص: 84۔

(49) عثمانی، ظفر احمد (1394ھ)، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، سن ندارد، ج: 14، ص: 227۔229۔

(50) قاسمی، قاضی مجاہد الاسلام، جدید تجارتی شکلیں، (تلخیص مقالات از مفتی محمد فہیم اختر ندوی)، ص: 16۔ 17۔

(51) الزحیلی، وھبہ بن مصطفی الزحیلی(۱۹۳۲-۲۰۱۵ء)، الفقہ الاسلامی و ادلتہ، دمشق شام: دارالفکر، ۱۹۷۸ء، ج: 4، ص: 474۔

(52) ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: 6، ص: 116،وابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ، ج:6، ص: 513۔

(53) ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید فقہ حنفی کے معروف امام، اصولی اور علم کلام کے ماہر تھے۔چند اہم کتب یہ ہیں: فتح القدیر (شرح الهدایۃ)، التحریر فی الاصول۔(لکھنوی، الفوائد البھیۃ/8۔296؛ عمر رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، 264/10)۔

(54) ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی سکندری (790-861ھ) فتح القدیر شرح الهدایۃ، کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ، س ن، ج:5، ص: 264۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

علامہ ابن حزم (383-456ھ) کے نزدیک یہ ممانعت صرف گندم کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ طعام سے مراد ان کے نزدیک صرف گندم ہی ہے۔

د۔حنبلی نقطۂ نظر (Hanbli point of view)

امام احمد بن حنبل(164۔241ھ) کے ہاں تمام مکیلی، موزونی اور معدودی چیزوں کا حکم یہ ہے کہ خریداری مکمل ہونے کے بعد قبضہ سے قبل خرید و فروخت جائز ہے۔ان کے نزدیک وہ خوردنی اشیاء جو کیل، وزن یا عدد سے فروخت کی جاتی ہیں، ان میں قبضہ سے قبل تصرف کرنا جائز نہیں ہے، ان کے علاوہ دیگر تمام اشیاء قبضہ سے پہلے فروخت کی جاسکتی ہیں۔ان کے نزدیک وہ خوردنی اشیاء جو مجازفہ، یعنی بلاکیل و وزن فروخت کی گئی ہوں، ان کو بھی قبل القبض بیع جائز ہے۔علامہ ابن قدامہ حنبلی (م620ھ) امام ابن عبد البر کا قول نقل کرتے ہیں:

الْأَصَحُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ الَّذِي يُمْنَعُ مِنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ هُوَ الطَّعَامُ ، وَذَلِكَ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ قَبْضِهِ. (55)

’’امام احمد بن حنبل کے نزدیک درست یہ ہے کہ جس چیز کی قبضہ سے قبل بیع ممنوع ہے وہ صرف طعام ہے،اس لئے کہ حضور نبی کریم a نے صرف طعام کی قبل القبض فروخت سے منع فرمایا ہے‘‘

فقہاء حنابلہ کا استدلال حضرت عبد اللہ بن عباس k، حضرت عبد اللہ بن عمرk، حضرت ابوہریرہ g اور حضرت جابر g سے مروی ان روایات پر ہے جن میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ قبل القبض بیع کی ممانعت خوردنی اشیاء کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر k سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

مَنْ اشْتَرَى طَعَامًا بِكَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ. (56)

’’جو کیل یا وزن سے کھانا خرید کرے وہ قبضہ میں لئے بغیر اس کو فروخت نہ کرے‘‘

اگر ہم چاروں ائمہ کے نقطہ نظر پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ مسئلہ زیر بحث میں سب سے زیادہ توسع اور سہولت مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں ہے اور سب سے زیادہ تنگی شوافع کی رائے میں، اور ائمہ احناف کی رائے ان دونوں مذاہب کے درمیان ہے کیوں کہ احناف نے علت کی بنا پر نص میں تخصیص کا راستہ اختیار کرتے ہوئے غیر منقولہ میں جواز اور منقولہ اشیاء میں عدم جواز کی رائے اپنائی ہے۔

ڈیلیوری آرڈر (dilivery order) کے ذریعے خرید و فروخت

آزاد تجارتی کلچر میں خرید و فروخت کرنے کے طریقوں میں بہت تنوع اور جدت آ چکی ہے۔ بسا اوقات مشتری D.O یعنی ڈیلیوری آرڈر (dilivery order) (57) کے مطابق کمپنی سے مال وصول کرلیتا ہے اور پھر قبضہ کرنے کے بعد اسے آگے فروخت کرتا ہے لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا بلکہ مال وصول کرنے کی بجائے D.O کو ہی آگے فروخت کر دیا جاتا ہے اور ڈیلیوری آرڈر کو مختلف ہاتھوں میں فروخت کرنے کا یہ سلسلہ آگے چلتا

(55) ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی(620ھ)، المغنی فی فقہ الإمام احمد بن حنبل، بیروت، لبنان: دار الفکر، 1405ھ، ج: 4، ص: 88۔

(56) احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (164-241ھ)، المسند، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، 1398ھ، ج: 2، ص: 111، رقم: 5900۔

(57) ڈیلیوری آرڈر(dilivery order)سے مراد وہ رسید ہے جو مشتری کو مال کی خریداری کے بعد کمپنی کی طرف سے جاری کی جاتی ہے۔ ڈیلیوری آرڈر اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ خرید کنندہ کا اتنا مال کمپنی کے ذمہ واجب الادا ہے۔

رہتا ہے۔اب شرعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا D.O کو اس طرح آگے فروخت کرنا جائز ہے؟۔اس کا اصولی جواب علامہ ابن ہمام نے یہ دیا ہے کہ منقول (movable) اشیاء کو قبضہ سے قبل آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(58)

آج کے دور میں چونکہ تجارتی معاملات بہت منظم (Well organized) اور شفاف ہو چکے ہیں، غرر اور دھوکے خدشات بہت کم ہو گئے ہیں۔ان حالات میں سامان کی کسی بڑی کھیپ کو پہلے ایک جگہ سے دوسر جگہ منتقل کرنا اور پھر آگے فروخت کرنا کثیر اخراجات اور وقت کے ضیاع کا باعث ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر مشتری کے مال کو مطلوبہ صفات کے مطابق تیار کر کے فیکٹری کے اندر ہی ممیز و ممتاز کر کے الگ کر دیا جائے تو اس تخلیہ کے باعث اسے معنوی قبضہ (constructive possession) متصور کیا جائے گا، لہذا مشتری اس ڈیلیوری آرڈر (dilivery order) کو مال کی رسید ہونے کی بنا پر مال کو آگے فروخت کر سکتا ہے۔

اصل غور طلب امر یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے اس امر کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ جہازوں پر آنے والے مال کو کس مرحلے میں آگے فروخت کیا جا سکتا ہے اور کب نہیں؟۔امور تجارت میں شریعت اسلامیہ کے دو بنیادی اصولوں میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ قبضہ کے بغیر مال کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، دوسرا اصول یہ ہے کہ مشتری کے وکیل کا قبضہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے خریدار نے خود قبضہ کیا ہو۔ان دو اصولوں کی روشنی میں قبضہ کے حوالے سے ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی لکھتے ہیں:

> ’’ان دو اصولوں کی روشنی میں علماءِ کرام نے فرمایا کہ اگر ایکسپورٹر مال بحری جہاز (ship) پر سوار کرا کر اس کے کاغذات جیسے بل آف لیڈنگ (bill of lading) وغیرہ بھیج دے تو امپورٹر کو جب یہ کاغذات وصول ہو جائیں اس وقت اس کے لیے اپنا مال آگے فروخت کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس کا سامان جہاز میں آنے والے دیگر سامان سے ممتاز اور نمایاں ہو یا فیصد کے اعتبار سے معلوم اور متعین ہو.........اس کی وجہ یہ ہے کہ شپنگ کمپنی ایکسپورٹر سے مال وصول کر کے امپورٹر تک پہنچاتی ہے اس طرح وہ شرعی اور قانونی اعتبار سے امپورٹر کی طرف سے سامان پر قبضہ کرنے کی وکیل ہوتی ہے، کیوں کہ وکیل کا قبضہ اصل مالک کا قبضہ شمار ہوتا ہے تو شپنگ کمپنی کے قبضہ میں مال آنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مال خود امپورٹر کے قبضہ میں آگیا۔‘‘

ڈاکٹر صمدانی ’قبضہ سے قبل بیع‘ کے متوقع خدشات کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

> ’’بعض مرتبہ جب مال پورٹ پر آتا ہے تو وہ مطلوبہ صفات (specifications) کے مطابق نہیں ہوتا اور اس میں کوئی نقص یا عیب (discrepancy) نکل آتا ہے، حتیٰ کہ بعض مرتبہ مال کی مقدار بھی کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے امپورٹر طے شدہ نرخ پر مال لینے کیلئے تیار نہیں ہوتا بلکہ ایکسپورٹر سے از سر نو معاملات طے کرنا پڑتے ہیں جس میں کافی وقت لگتا ہے ظاہر ہے کہ یہ عمل نئے خریدار کے لیے پریشانی کا موجب ہو سکتا ہے اس لیے پورٹ پر آنے سے پہلے مال کو فروخت نہ کرنا بہتر ہے۔‘‘(59)

معاشی نقطہ نظر سے بغیر سامان کے محض اندازوں پر خرید و فروخت کا جال بچھانا نقصان دہ ہے۔اس طریقے سے معیشت کی حقیقی سرگرمیاں وجود میں لانے کی بجائے مصنوعی طور پر پیسہ گھمانے کا کھیل کھیلا جاتا ہے جو کسی بھی معیشت کے لیے نہایت مضرت رساں ہوتا ہے۔

مالِ تجارت جلدی بکنگ کرانے پر ڈسکاؤنٹ کا مسئلہ

بعض کمپنیاں تاجروں اور ایجنسی ہولڈرز کو یہ پیشکش کرتی ہیں کہ وہ مصنوعات مارکیٹ میں آنے سے جتنا پہلے بکنگ کرائیں گے، انہیں اتنا ہی زیادہ ڈسکاؤنٹ دیا جائے گا، مثلاً کمپنی یہ اعلان کرتی ہے کہ جو تاجر چار ماہ قبل مال کی بکنگ کرائے گا، اسے مثلاً بیس فیصد رعایت ملے گی اور جو دو ماہ پہلے بکنگ کرائے گا اسے دس فیصد ڈسکاؤنٹ دیا جائے گا اور جو بروقت خریداری کرے گا تو اسے کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی شرعی حوالے سے ایک ممکنہ خدشے کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(58) ابن ہمام، فتح القدیر شرح الہدایۃ، ج: 6، ص: 135۔

(59) اعجاز احمد صمدانی، ڈاکٹر، تجارتی کمپنیوں کا لائحہ عمل، ص: 206۔

" ایک شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں پر جلدی ادائیگی کرنے والے کو چیز سستی پڑ رہی ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید اسلام میں time value of money کا اعتبار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف وقت کی بنیاد پر اضافی قیمت لی جائے۔ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب دونوں طرف سے عقد کرنسی (currency) پر ہو لیکن جب غیر نقد اشیاء (assets) کو نقد رقم کے بدلے بیع کی تمام شرائط کے مطابق فروخت کیا جائے تو پھر یہ کہنا درست نہیں کہ یہاں time value of money کا اعتبار کیا گیا ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ ساری رقم خریدی گئی چیز (assets purchased) کی قیمت بن جاتی ہے۔ جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اسلام نے بیع سلم کی اجازت دی ہے اور عقد سلم میں چونکہ خریدار مال لینے سے کافی عرصہ پہلے ادائیگی کرتا ہے اس لیے عام طور پر اس میں خریدی جانے والی چیز کی قیمت کم مقرر کی جاتی ہے، اور ایسا کرنا بالاتفاق جائز ہے۔" (60)

ڈاکٹر صمدانی کے مذکورہ اقتباس سے ثابت ہوا کہ قبل از وقت بکنگ کا مذکورہ طریقہ جائز ہے اور شرعاً اس طرح کمپنی کی مصنوعات خریدنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

خلاصۂ کلام

اس مضمون کا حاصل بحث درج ذیل اہم نکات ہیں:

۱۔ تجارتی معاملات میں نزاع سے بچنے کے لیے اسلام تاجروں کو باعث نزاع اُمور سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔

۲۔ مال تجارت کی عدم موجودگی میں خرید و فروخت اور لین دین سے منع کیا گیا ہے۔ کیوں کہ عدم رؤیت یا عدم تحقیق کی وجہ سے نزاع پیدا ہو سکتا ہے۔

۳۔ عوام الناس کے وسیع تر مفاد میں مبیع کو منتقل کرنے سے قبل اسی جگہ فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۴۔ مال تجارت پر حسی یا معنوی قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا علی الاطلاق ممنوع ہے۔

۵۔ دورِ جدید کے تجارتی میکانزم میں بھی حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ لہذا فقہاء نے عصری مقتضیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجتہدانہ بصیرت کا اظہار کیا ہے۔

۶۔ بیع مالم یقبض میں علتِ ممانعت غرر یعنی دھوکہ و فریب ہے۔

۷۔ تجارت میں بیع معدوم کی ممانعت اس وقت ہوتی ہے جب ایسے مال کی بیع کی جائے جو نہ تو اس وقت موجود ہو اور نہ ہی بیچنے والے کے اختیار میں ہو کہ وہ اسے مہیا کر سکے۔

8۔ بعض علماء کے نزدیک بیع قبل القبض کے جواز کی صورت یہ ہے کہ خریدار کے مال کو الگ کر کے ممیز (differentiate) کر دیا جائے تا کہ تخلیہ کی صورت یہ معاملہ درست ہو جائے۔

9۔ اُمور تجارت میں کسی جھگڑے اور نزاع سے بچنے کے لیے اس امر کا تعین کرنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ مال کس کی ضمان (guarantee) میں ہے۔

10۔ علماء و محققین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ جس نوعیت کے عمل دخل کو لوگوں کے عرف میں قبضہ تصور کیا جاتا ہے، وہی شرعاً قبضہ متصور ہو گا۔

11۔ قبضہ کے تحقق کیلئے مبیع کو ہاتھ میں لینا ضروری نہیں ہے بلکہ مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر کے تمام موانع کو اٹھا دینا کافی ہے۔

12۔ بیع مالم یقبض میں سب سے زیادہ توسع مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں، سب سے زیادہ تنگی شوافع کے ہاں، جب کہ ائمہ احناف کی رائے ان دونوں مذاہب کے درمیان ہے۔

---

(60) ایضاً، ص: 198-201۔